راستے کی پہچان

راستے کی پہچان

محمد مامون الرشید

حکیم آباد خانقاہ مجددیہ
بھوئیں گڑھ ۔ پگلا بازار
نرائن گنج ۔ بنگلہ دیش

راستے کی پہچان : بنگلہ کتابچہ پتھ پریچیتی، مصنف: محمد مامون الرشید

مترجم : مولانا محمد طالب علی

پہلی اشاعت : اپریل ۱۹۹۹ء - ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

شائع کردہ : حکیم آباد خانقاہ مجددیہ

کتابت : قاسم انیس

مطبع : ناٹور پریس لیمیٹڈ 89 جوگی نگر روڈ۔ ڈھاکہ

ھدیہ : دو (۲) ٹاکا

فون نمبر : ۲۳۱۰۱۲ 231012 ، ۲۳۹۴۹۰ 239490

بشکریہ : ______ ایوب جوہر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیدھے راستے پر چلنے والے ہی منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہیں۔ سب سے قیمتی دولت رضائے الٰہی اسی راستے میں حاصل ہوتی ہے۔

یہی راستہ ہے اسلام کا راستہ۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی راستے کی تفصیلی معرفت بیان کئے ہیں تیئس ۲۳ سالہ پیغمبری زندگی میں۔ آپؐ نبی ہیں ماضی حال مستقبل ہر زمانہ کے انسان کے۔ آپؐ نبیوں کے۔ جن، فرشتے اور تمام مخلوقات کے نبی ہیں

آپ ہیں محبوب الٰہی: آپؐ کے اتباع سے حاصل ہوتی ہے دنیا و آخرت کی کامیابی۔ انہوں نے جو راستہ دکھلایا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں جو اللہ تعالیٰ تک پہنچادے۔ حقیقت میں دانشمند وہی ہے جو اتباع کا مرِان کے مجاہدہ میں موت تک مصروف رہے۔

اسلام دین اکمل ہے: زندگی کی پوری تنظیمات اس پر موقوف ہیں۔ یہ کمالیت ایسی ہے کہ اس میں قلّت و کثرت کی گنجائش نہیں۔ یہ دین تحریف تعنشیف اور تحریخ کی ضرورت سے آزاد ہے۔ اس دین کا دانہ بیلے بوئے تھے حضرت آدم علیہ السلام۔ بعد اس کے وہ پودہ زمانہ کی گردش میں بواسطۂ مختلف انبیاء علیہ السلام کی پرورش سے دین کا یہ درخت پھول پھل سے آراستہ ہوتا رہا۔ آخر دہ بدست مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش سے اکمل درجہ تک پہنچا۔ چنانچہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا۔

"آج کے دن تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔"

ہماری زندگی میں اس کی پوری طور پر تعمیل کرنا ہم پر اہم واجبات میں سے ہیں۔
اللہ پاک کا ارشاد بھی ایسا ہی ہے۔

"اے ایمان والو! تم پورے طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔"

زندگی کے آخری خطبے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"میرے بعد تم دو چیزیں مضبوطی سے پکڑنا۔ گمراہی سے بچ جاؤ گے۔ ہو وہ دو چیزیں ہیں قرآن پاک اور سنّتِ رسول صلعم

اب ہم پر لازم ہے کہ قرآن اور سنّت کی روشنی میں حقیقت دین کی تلاش کریں۔ اس دائرے سے نکل کر ہماری سوچ اور فکر کو دوسری طرف رواں کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر قرآن وحدیث کی وہی تاویلات و توضیحات کو تسلیم کرنا جس کو اہلسنت والجماعت کے حضراتِ آئمہ مجتہدین کرام نے کیا۔ کیونکہ شیعان، معتزلات خارجین، قادنیان ومودودیان وغیرہ فرقۂ ضالہ بھی قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی توضیحات کا مبنی ناحق اور نفسانیت پر ہے۔ صرف اہل سنّت والجماعت ہی قران اور حدیث کی صحیح توضیحات کو فہم کرنے کا استعداد رکھتے ہیں۔ ان حضرات کی طرز تعلیم معزز صحابۂ کرام رض اور سلف صالحین کی نورِ اطاعت سے منور ہے۔ رضائے الٰہی حاصل کرلے کے راستے میں یہی جماعت ہے پیشوا۔ اور یہی جماعت ہے ناجی۔ چنانچہ ہر مسلمان کے لئے فرض اولین ہے کہ اہل سنّت والجماعت کے عقیدے کے مطابق اپنے عقیدے کو درست کرلیں۔

عقیدے کے متعلق چند مختصر ھدایتیں

(۱) فی نفسہ اللہ پاک وجود ہیں۔ تمام مخلوق ان کا موجود ہیں۔

(۲) اللہ پاک ذات وصفات اور افعال میں واحد ہیں۔ ان میں کسی کا کوئی حصّہ نہیں۔

(۳) اللہ پاک کی ذات جیسی بے مثال ہیں ویسی ہی ان کی صفات وافعال بھی بے مثال ہیں۔

جیسا کہ علم ایک صفت ہے۔ یہ صفت قدیم، لازوال اور بے مثال ہے۔ اللہ پاک نے ابتدائے پیدائش سے لے کر انتہا تک جمیع علوم بذریعہ صفۃ العلوم کے ان کے پیش نظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو بحال، مناسب اور غیر مناسب بصورت کلیۃً وبعضیۃً زمان کی خصوصیت کے ساتھ ایک لمحۂ غیر منقسم میں دریافت کرلیا۔ اللہ پاک کا علم مخلوقات کے علم جیسا نہیں اور ان کا علم منقسم ہونے سے پاک ہے۔ اللہ پاک کے دیگر صفات کے متعلق ایسا ہی گمان رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ ان کا کلام صفت ہے۔ یہ صفت بھی غیر منقسم، بے مثل اور واحد ہے۔

اللہ پاک اوّل سے لے کر آخر تک ایک ہی کلام کے قائل ہیں اور امر و نہی اخبار یا اور کسی تذکرہ کیوں نہ ہو بالکل ایک ہی مبداء کے یعنی ایک ہی کلام سے منتشر ہیں توریت، زبور، انجیل وقرآن وہی صفت الکلام سے برآمد ہوئے۔ اللہ پاک کی دیگر صفات بھی ذاتِ گرامی کے مطابق ہے۔ واحد، غیر منقسم اور بے مثال ہیں۔ ایسا ہی ان کے افعال بھی غیر محدود، لامتناہی اور بے مثال ہیں۔ ابتدائے پیدائش سے لے کر انتہا تک جمیع افعال مثل حیات، موت، پیدائش، ہلاکت، عروج وزوال وغیرہ ان کے یہ واحد، بے مثال افعال کا ظہور ہے۔

(۴) کسی چیز کے اندر اللہ پاک کو دخل نہیں۔ ویسا ہی ان کے اندر بھی کسی چیز کا دخل نہیں۔ وہ ہر چیز کے ساتھ موجود ہیں۔ وہ اشیاء کے لئے محیط بیکراں ہیں۔ لیکن یہ

محتاجا و معیت ہم جیسے سوچتے ہیں ویسا نہیں۔ وہ ایسا ظن سے بالاتر ہے۔
(۵) اللہ پاک کی ذات و صفات اور افعال میں کسی قسم کی تحریف و تبدیلی کی گنجائش نہیں
(۶) اللہ تبارک و تعالیٰ غنی ہیں یعنی غیر مشروط اور بے نیاز ہیں۔ از روئے وجود و صفات اور افعال میں آپ غنی ہیں۔ کسی امور میں کسی کا محتاج نہیں ہیں۔
۷ اللہ پاک جمیع نقصانات اور محدثات کی آلودگی سے پاک ہیں۔ آپ مجسم نہیں۔ نیز زمان و مکاں میں بھی منحصر نہیں: جمیع کمالات ان کے اندر موجود ہیں۔
(۸) اللہ پاک بے ابتدا اور بے انتہا ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں۔
(۹) اللہ پاک قادر مطلق اور خود مختار ہیں۔ آپ کا ارادہ اور قدرت بالفعل آزاد ہے۔ آپ مجبوری سے پاک ہیں۔ تمام مخلوقات آپ کی قدرت کاملہ اور مشیت خداوندی پر منحصر ہیں۔ آپ عدم سے وجود میں لانے والے ہیں۔ چنانچہ وجود جیسا نیست سے ہست میں آتے وقت ان کا محتاج ہے ویسا ہی بقاء میں بھی ان کا محتاج ہے۔
(۱۰) ساری مخلوقات جیسے آپ کی تخلیق ہیں ان کی تاثیرات بھی آپ کی پیدا کردہ تاثیرات جیسا کہ قوتِ حرارت آگ کی تاثیر اور قوتِ شفاء دوا کی تاثیر وغیرہ عموماً چیزوں کی تاثیرات ہم کو ماننا پڑے گا۔ ساتھ ساتھ یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ مشیت باری تعالیٰ کے بغیر کسی چیز کی تاثیر بلکہ حقیقت بھی غیر ملزوم ہے۔
۱۱ مخلوقات کی تاثیرات سے فائدہ حاصل کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ فائدہ حاصل کرنا ہی کار دانشمندی ہے جیسا کہ لڑائی میں کامیابی کے لئے ہتھیار کا انتظام کرنا یا شفاء کے لئے دوا کا استعمال کرنا یا اہل و عیال کی پرورش کے لئے ذریعۂ معاش کی تلاش میں کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ۔

۱۲ افعال خیر و شر کا خالق اللہ پاک ہی ہیں۔ لیکن اچھے کام میں ہے آپ کی رضامندی اور برے کام میں ہے آپ کی ناراضگی۔ بندہ صرف اختیار میں آزاد ہے۔ بندہ جب اپنے اختیار میں کوئی اچھے یا برے کام کا عزم کر لیتا ہے تو اللہ پاک اس کو وجود میں لا دیتے ہیں۔ لہٰذا اکار پیدائش اللہ کے ساتھ ارادہ مع آزادگی کے باعث بندہ کے ساتھ ہے۔ اختیار بندہ کے ساتھ اور پیدائش اللہ کے ساتھ وابستہ ہے۔

(۱۳) تقدیر پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ تقدیر کے معنی ہے۔ قسمت۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ مبداء و منتہاء کا علیم ہیں اس لئے ہر شئے کے آخر انجام سے بھی واقف ہیں۔ آپ کی معلومات کو لکھا گیا ہے اول ہی میں یعنی یوم ازل میں۔ اس کا نام ہے تقدیر۔

(۱۴) بہشت اور دوزخ برحق اور موجود ہے۔ مستحق جنت کے لئے ایماندار ہونا شرط ہے درا صل دخول جنت رضائے رحمان پر موقوف ہے اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہونا یہ اللہ پاک کی طرف سے ایک عطیۂ عظمیٰ ہے۔

(۱۵) دخول جہنم کے لئے باعث ہے کفر۔ ایماندار اگر کوئی گناہ میں مبتلا ہو مصیبت دنیا کے واسطے سے اس کا جبر نقصان اٹھاتا ہے یا بوقت سکرۃ الموت۔ بے گناہ کیا جاتا ہے۔ بعد اس کے اور بھی گناہ باقی ہے تو وہی سبب بن جاتا ہے عذاب قبر کا۔ اس کے بعد بھی بندہ گناہ گار رہے تو اس کو بروز محشر بذریعہ مختلف شدائد کے رہائی دی جاتی ہے۔ ان صورتوں کے بعد بھی کسی کا گناہ باقی رہے تو اس کو ایک مقررہ وقت کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اس وقت مقررہ کے بعد اسکو رہائی ملے گی ہمیشہ کے لئے اور مستحق جنت ہو جائیگا اور جو حقیقت میں کافر یا مشرک ہو یا اہل کتاب جیسے یہود و نصاریٰ یہ خلود فی النار ہوگا۔ وقت مؤبد کیلئے

وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔

(۱۶) ایماندار لوگوں کو آخرت میں دیدار الٰہی کی دولت نصیب ہوگی۔ لیکن یہ ہوگا بے کیف و جہات اور بے مثال حالت میں۔ ہمارے ذہن اور فکر میں جو دیدار کا تصور ظہور پذیر ہوتا ہے حقیقت میں وہ ایسا نہیں۔ کیونکہ اللہ پاک جیسے ہمارے گمان و فکر سے بالاتر ہیں ویسا ہی ان کا دیدار بھی

(۱۷) ارسال رسول و نبی یہ اللہ پاک کی طرف سے ایک بڑی مہربانی ہے۔ انہیں کے ذریعہ سے انسان حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرسکتا ہے۔ ان پر وحی کا نزول برحق ہے وحی کے خلاف جو کچھ ہو بالکل باطل ہے۔

(۱۸) تمام نبی و رسول اللہ پاک کی طرف سے منتخب کیے ہوئے شخصیت ہیں۔ اللہ پاک ہر حالت میں بہر صورت گناہوں سے ان کو محفوظ رکھتے ہیں جس کے باعث وہ بے گناہ ہیں۔ اگر اچانک کسی سے سہو صادر ہو بھی تو براہ مہربانی اللہ پاک اس کی اصلاح کر دیتے ہیں۔ وہ حضرات کسی غلطی میں ہمیشہ کیلئے مبتلا نہیں رہتے ہیں۔ ۲

(۱۹) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ان کے بعد اور کوئی نبی آنے والا نہیں۔

(۲۰) عذاب تو حق ہے اور سوال منکر و نکیر بھی برحق ہے۔

(۲۱) قیامت حق ہے۔ حضرت اسرافیل کے نفخۂ صور سے قیامت برپا ہوگی۔ تمام مخلوقات ہلاک ہوجائیں گے۔ دوسری بار صور پھونکنے سے دوبارہ زندہ ہوجائیں گے وہ سب میدان محشر میں جمع ہوجائیں گے۔

(۲۲) میدان حشر میں اللہ پاک اپنے بندوں سے حساب لیں گے۔ میزان پر ان کی نیکی و بدی وزن کی جائے گی۔ کل افراد کو پل صراط طے کرنیکا کا حکم دیا جائے گا۔

(۲۳) فرشتے اللہ کے بندے ہیں۔ بالکل معصوم اور بھول چوک سے پاک ہیں۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ نہ عورت ہیں نہ مرد ۔ ولایت کی رو سے وہ اقرب ہیں نبوت کی جانب سے نہیں۔ موازنہ میں نبوت ولایت سے افضل ہے۔ ولایت صغریٰ وکبریٰ یا ولایت علیا جو بھی ہو نبوت کے مقابلے میں دریا کے ایک قطرہ پانی جیسے ہے ۔ بلکہ اس سے بھی ادنیٰ ہے ۔ چونکہ انسان نبوت کی دولت سے فیضیاب ہوا ہے اس لئے خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہے ۔

(۲۴) ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ دین کے بارے ہیں جو کچھ ہم کو پہنچا ہے اس پر آمنّا و صدقنا کہنا ۔ زبان سے اقرار اور عمل کی تکمیل کرنا ۔

(۲۵) صورۃً نفس ایمان میں کوئی زیادت و نقصان نہیں لیکن اس کے نور میں زیادت و نقصان ہوا کرتی ہے ۔ جیسا کہ عام لوگوں کا نور ایمان انبیاء اور اولیاء کے نور ایمان سے زیادہ روشن ہے ۔ ایمانداروں کو چاہیئے کہ وہ ایمان کے دعوٰی میں یقین بالجزم کے ساتھ اقرار کریں کہ ہم برحق مومن ہیں ۔ امام اعظم رحؒ نے یہی فرمایا تھا ۔

(۲۶) معجزات انبیاء و کرامت اولیاء برحق ہیں ۔ نبوت کے دعوٰی معجزات انبیاء میں شامل ہیں ۔ لیکن کرامت تو کوئی دعوٰی کی چیز نہیں بلکہ کرامت صادر ہوتی ہے معجزات کے اتباع میں ۔

(۲۷) افضلیت خلفائے راشدین کی رفتار ان کے سلک سلسلہ سے ظاہر ہوتی ہے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ افضل ہیں حضرت عمر فاروق سے ۔ آپ حضرت عثمان سے اور آپ حضرت علی رضؓ سے افضل ہیں ۔

(۲۸) حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کے درمیان جو مشاجرہ و لڑائی صادر ہوئی تھی اس کی صحیح تاویل کرنی ہوگی ۔ اس کشمکش کی بنیاد نفسانیت پر محمول نہیں بر ائے

سہو اور غلط فہمی کی وجہ سے وہ برآمد ہوا تھا۔ استنباط مسائل میں مجتہد مخطی کو ملتا ہے ایک ثواب اور مصیب کو ملتا ہے دو ثواب۔ صحبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے ان کو نفسانیت کی تاثیر سے آزادی ملی تھی۔ اکابرین اولیاء کرام کے کوئی اعلیٰ مرتبہ والی شخصیت بھی ادنیٰ سا ادنیٰ فضیلت والے صحابۂ کرام کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ صرف نفس خبیث اور انسان رذیل ان انسان کامل کے پس پردہ مشغول رہتے ہیں۔

خالص عقیدہ حاصل کرنے کے لئے ہم پر شریعت کی پابندی نہایت ضروری ہے کیونکہ شریعت کی پابندی پر دنیا و آخرت کی کامیابی موقوف ہے۔

واضح ہو کہ اصول شریعت تین ہیں۔ علم، عمل، اور اخلاص۔ یہ تینوں اصولیں باہم وجہ تکمیل ہیں۔ ان اصولوں میں کسی ایک کو چھوڑ دینا اوروں کو بیکار بنا تاہے۔ پس ایک ساتھ ان تینوں کا کار انجام دینا اور تحصیل و تکمیل میں حتی الامکان کوشش کرنا ہر مسلمان پر نہایت ضروری ہے۔

اب اسکا ایک ان اصولوں کے متعلق ملخص بیان

(۱) علم، علم ہی نور اور جہالت ظلمات ہے۔ انسان کو باطل کی ظلمات سے حق کے نور کی طرف میلان کرنا علم کا اصل مقصود ہے اسواسطے اسلام میں تحصیل علم کو فرض قرار دیا گیا۔ اسی علم کو علم شریعت اور علم دین کہتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے علم حاصل کرنا فرض ہے
(ابن ماجہ)

اس واسطے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اوامر و نواہی باری تعالیٰ کے متعلق علم حاصل کرے حلال حرام فرض واجب و دیگر فرضیات کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ علم دو قسم پر ہے زبانی علم اور قلبی علم۔ علم ظاہری اور علم باطنی (مشکوٰۃ) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم حاصل کرنے کو فرض قرار دیتے ہیں۔ کیا وہ زبانی علم ہی فرض ہے یا قلبی علم۔ آپ کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ دونوں علم کو حاصل کرنا ہی فرض ہے۔ ساتھ ساتھ دونوں علم کی سرحد کہاں تک ہے اس کو بھی معلوم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

ہم بخوبی واقف ہیں کہ اسلام قائم ہے پانچ بنیادوں پر۔ کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ ان بنیادوں کو اپنی زندگی میں کامرانی حاصل کرنے کے لئے جس معیار کا علم کی ضرورت ہو وہ بھی حاصل کرنا چاہیئے۔ نیز یہ ارکین خمسہ کس طریقے سے حاصل ہوں ان کی تفصیلی علم بھی حاصل کرنا لازمی ہے۔

ہم میں سے جو دولت مند نہیں ان پر زکوٰۃ و حج فرض نہیں۔ ان کا علم حاصل کرنا بھی ان پر فرض نہیں۔ مجملاً فرمان شریعت کے مطابق بقدر تکلیف ضروری علم حاصل کرنا فرض ہے۔

بہرحال زبانی علم میں حافظ، قاری، محدث اور مفسر بننا ہر کسی کا لازمی نہیں۔ علیٰ ھذا القیاس ہر کسی کو قلبی علم میں غوث، قطب، ابدال، اوتار، مجدّد بننا بھی شرط نہیں۔

جس حد تک علم حاصل کرنے سے انسان غیر اللہ کی محبت سے محفوظ ہوتے ہیں۔ قلب سلیم نصیب ہوتی ہے۔ اسی معیار تک قلبی علم حاصل کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارا مال، سامان، اولاد و فرزند کوئی کام نہیں آئے گا۔ کام آمد ہوگا صرف قلب سلیم (سورہ الشعراء) اور اس وقت قلب سلیم حاصل ہوتا ہے۔ جب قلب میں انوار ذکر،

سے روشن ہوتا ہے۔ طمانیت کا جز ہوتا ہے ذکر اللہ میں۔ اور کہیں سے طمانیت ملنے کی امید نہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا۔ ہوشیار ہو جاؤ صرف اللہ کے ذکر ہی سے قلب مطمئن ہوتا ہے (سورہ رعد)

زبانی علم کا درسگاہ ہے مدرسہ۔ یا فقہ کی کتاب کا مطالعہ۔ اگر کتابی علم نہ رہے تو علماء حضرات سے اپنی حاجت کو پورا کر سکتا ہے۔

اور قلبی علم حصول کے لئے تو ایسی شخصیت سے فیضیاب ہونا ہے جن کے قلب انوار ذکر سے منور رہیں انہیں کی صحبت اختیار کرنے کے لئے ان کے ہاتھ پر بیعت ہونا ضروری ہے تاکہ بذریعہ بیعت عقد محبت کے سلسلے میں وہی بزرگ اشخاص کے قلب سے انوار ذکر مرید کے قلب میں جلوہ گر ہو کر ان کے قلب کو بھی روشن کر دیتا ہے۔ مرید کا دل بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہوا کرتا ہے اس وقت حاصل ہوتا ہے قلب سلیم۔ جو مشائخ قلبی علم میں ماہر ہوں انہیں کو کہا جاتا ہے پیرو مشائخ۔ پس ظاہری علم حاصل کرنے کے بعد یا ساتھ ساتھ قلبی علم حاصل کرنے میں درپے ہونا چاہیئے ورنہ واجب ترک کرنے کے جرم کا مرتکب ہوگا۔

(۲) عمل۔ علم کے ساتھ عمل وابستہ ہے۔ کیونکہ علم حاصل کرنے کا اصل مقصد عمل بجالانے کا سلیقہ حاصل کرنا۔ بغیر عمل کے علم رائیگاں ہے۔

ہم اللہ کے بندے ہیں ان کے حقوق عبودیت ہمارا فرض اولی ہے۔ ادھر علم حاصل کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمیں عبادت بندگی کرنے کا صحیح طریقہ سیکھنا چاہیئے۔ لہٰذا علم کے مطابق عمل ہونا ہی ہوگا۔

(۳) اخلاص: اخلاص کا معنیٰ ہے تصحیح نیت اور نیت کے معنی ہے پختہ ارادہ یہ پختہ ارادہ بھی صحیح ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ کا حکم تعمیل اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے سوا جتنا بھی مقصود حاصل کرنے کی غرض سے جتنا ہی علم کیوں حاصل نہ ہو اور جتنا

ہی کثرتِ عمل کیوں نہ ہو وہ بیکار ہے۔ لہٰذا اخلاص لازمی ہے۔ اخلاص اہم چیز ہے۔ اب برائے تصحیح نیت ہم چند باتیں پیش کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ نیت کا مبداء ہے قلب۔ زبان نہیں۔ نیت بزبانی فرض نہیں بلکہ قلب کا پختہ ارادہ فرض ہے۔ ہر عبادت کے لئے نیت کرنا ضروری ہے حدیث میں آیا ہے "بیشک ہر عمل نیت پر موقوف ہے۔ (بخاری)

نیک کام ہو یا برا۔ ہر کام کا فکر ہوتا ہے انسان کے دل میں۔ ادھر مردود شیطان کا جلوہ گاہ بھی ہے وہی قلب انسان کا بڑا دشمن شیطان لوگوں کو برے کام کی طرف مائل کرتا ہے۔ جب تک شیطان انسان کے دل کو اپنے قابو میں رکھتا ہے تب تک اس دل میں صحیح نیت کا کوئی امید ہی نہیں۔ کیونکہ لوگوں کے دل میں شیطان کے جاگزیں ہونے کے بعد قلب بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور ناپاک دل کی نیت بھی ہوتی ہے پلید اور آلودہ۔

الغرض قلب کو صحیح اور پاک کرنے کی غرض سے شیطان کو وہاں سے ہٹانا ضروری ہے۔ ٹھیک اسی وقت نیت کا درست ہونا ممکن ہوگا۔ حدیث میں مذکور ہے، شیطان مومن کے دل میں چار زانو ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ جب کوئی شخص ذکر اللہ شروع کر دیتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب لوگ ذکر اللہ سے غافل رہتے ہیں شیطان ان کے دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ (بخاری)

شیطان لوگوں کے دلوں میں سب سے بڑی رکاوٹ پیدا کرتا ہے نماز کے اندر۔ وہ جانتا ہے کہ لوگوں کی نماز اگر صحیح ہو تو اس میں خداداد فیض و قوت پیدا کرتی ہے جس کا مقابلہ کرنا شیطان کی جرأت نہیں۔ نماز ساری عبادت کی جڑ ہے۔ اگر ہماری نماز صحیح سالم ہو گئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کو "ناپسندیدہ حرکت سے ہم بچ جائیں گے

چنانچہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے بیشک نماز فحشا اور منکر امور سے لوگوں کو

کو باز رکھتی ہے (سورہ عنکبوت)

اس وقت نماز صحیح و سالم ہوتی ہے جب وقت مصلی کا بدن، کپڑا اور قلب پاک رہتا ہے اور مصلی صرف رضائے خداوندی کے لئے ارکان نماز کو بحسب حکم بجالاتے ہیں۔

اللہ سبحانۂ تعالیٰ پاک ہیں۔ پاک صاف انسان کے علاوہ ان کی عبادت میں اور کوئی فیضیاب نہیں ہوسکتا ہے۔ صرف ظاہری صورت پاک نہیں بلکہ دل کا بھی پاک ہونا ضروری ہے۔ بذریعہ وضو و غسل کے حاصل ہوتا ہے ظاہری تزکیہ اور ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے باطنی تزکیہ۔

انسان کے دل میں ہمیشہ کے لئے ذکر الٰہی کا جاری رکھنا نہایت ضروری ہے قلب جب ذکر سے غافل رہتا ہے اس وقت شیطان اس کو قابو میں لے لیتا ہے۔ اس میں جاری کر دیتا ہے اپنا وسوسہ۔ قلب کو ناپاک کر دیتا ہے بجائے نیکی کے اس کے دل میں آجاتی ہے خباثت۔ اس وقت تمام نیک عمل کی جڑ نیت کو کر دیتی ہے پلید — نجات کی کنجی نماز کی حضوری توڑ کر نمازیوں کو کر دیتا ہے برباد۔ حدیث شریف میں مذکور ہے۔ " بغیر حضور قلب کے نماز نہیں ہوتی ہے"۔ اللہ پاک نے اور ارشاد فرمایا " میری یاد کے واسطے نماز قائم کرو (سورہ طٰہٰ)

اب ہم پر لازم ہے کہ اس مصیبت سے چھٹکارا پانا ہی ہوگا۔ لہذا ہمیشہ کے لئے قلب میں ذکر الٰہی جاری رکھنے کے لئے قلبی علم کے استاد یا شیخ کی تلاش میں ہمہ تن مشغول رہنا چاہیئے۔ پھر حقیقت میں شیخ وہی ہیں جو اس علم کے تجربہ کار استاد ہیں۔

اب یہ صاف صاف سمجھ میں آگیا کہ حضرات صوفیائے کرام کے درمیان رائج شدہ جس کسی طریقے میں داخل ہونے کا اصل مقصود ہے اخلاص حاصل کرنا، اور کوئی مقصود

نہیں۔ جیسا کہ چند ایسے اشخاص ہیں جو اپنی بگڑی ہوئی نفسانی خواہشات پوری کرنے کے واسطے پیر صاحب کے خانقاہ ہیں جایا کرتے ہیں۔ ادھر نام کے واسطے چند پیر صاحب بھی اس جیسی خواہشات نفسانیہ کی پرورش میں جمے رہتے ہیں

مخفی مباد کہ اس مجمل بیان سے واضح ہو گیا کہ علم، عمل اور اخلاص یہ تینوں ہی ضروری ہیں۔ ایک کو عہدہ کر دینے سے دوسرا بیکار ہو جائے گا جیسا کہ عمل و اخلاص سے مستفاد نہیں ہو گا۔ کوئی بے علم۔ اور علم و اخلاص ہو۔ لیکن عمل نہیں تو کیا فائدہ؟ پھر علم و عمل بغیر اخلاص کے فضول ہے۔

آخر صراحتہً یہ بات حاصل ہوئی کہ شریعت کی پوری پابندی میں صوفیائے کرام کے مروجہ طریقوں میں سے کسی ایک طریقے میں داخل ہونا واجب التسلیم ہے۔ کیونکہ طریقہ میں داخل ہوئے بغیر مخلص ہونا دشوار ہے۔ اس رو سے طریقت ظاہری شریعت کا خادم ہے

اب ایک سوال وارد ہوتا ہے کہ کون سا طریقہ افضل ہے؟ بہر حال ہر طریقہ کا مقصود ایک ہی ہے۔ لیکن زمانہ حال کے لئے لئے سب سے مناسب اور آسان طریقہ ہے طریقہ خاص مجددیہ۔ دیگر طریقے جیسے مشقت شدیدہ اور مجاہدۂ بعیدہ کے بعد جیسے حاصل ہوتا ہے خاص مجددیہ طریقہ ویسا نہیں۔ اللہ پاک کے نزدیک جیسا محبوب ہے عمل عزیمت و عمل رخصت دونوں۔ ادھر زندگی در پیش مشکل ہے۔ وقت بھی تنگ ہے لہذا ہر کسی کو آسان طریقہ ہی اختیار کرنا کار دانشمند ہے۔ اس طریقے سے مرید مرد مومن بذریعہ شیخ کے روحانی توجہ سے اپنے قلب کو آسانی سے زندہ کر سکتا ہے۔ فیضیاب ہونے کی اصل مدت مرید ہونے کے ساتھ ساتھ اور اکثر مدت چالیس روز۔ اس کے بعد والی سیڑھیاں طے ہوں گی۔ جلد از جلد اور آسانی کے ساتھ۔

ہم پر یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ طریقہ فی نفسہٖ منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ہے بلکہ پہنچاتا ہے مرشد مہربان۔ اپنے شیخ کا طریقہ جتنا ہی شاندار کیوں نہ ہو طریقہ کا شیخ کامل مکمل ہی صرف اپنے مریدوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے باعث روحانی امداد کر سکتے ہیں۔ اگر شیخ کی کمالیت نہ ہو تو صرف طریقہ کے نام کے واسطے بیعت ہونے میں مقصود پورا نہیں ہوگا

ہم مسلمان ہیں۔ ہم کو خیال رکھنا چاہیئے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ (القرآن)
ہم سب امت واحد ہیں۔ (الحدیث) لیکن دنیا میں مسلمانوں کی حالت ابتر ہے۔ ساری دنیا بھر میں ہماری حالت مغلوب اور ذلت وخواری ہے۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے انبیاء کرام علیہ السلام کے امام تھے۔ ویسا ہی تمام امتوں میں امت محمدی صلعم اقتدار میں پیشوا ہیں۔ لیکن آج کیا منظر نظر نواز ہوتا ہے۔ ہر ملک میں مسلمان کثیر التعداد کا ہو یا قلیل، مسلمان ذلیل وخوار ہیں۔ کہیں مال کی کثرت کی وجہ سے نفسانیت پر ہم مقید ہو گئے۔ کہیں نقاہت ونفریت، بے علم یا خطرناک علم ہم کو تباہ وبرباد کر دیا ہے۔ پھر کہیں خفیف تعداد میں ہونے کی وجہ سے بذریعہ دشمن کے پریشان حال ہیں

امروز ہم پر فرض ہے کہ حالات حال سے ہم کو عروج کرنا ضروری ہے۔ کھوئی ہوئی شان وشوکت کو پھر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے ہم کو لڑائی کے میدان میں کو دپڑنا چاہیئے۔ اور پھر ضروری ہے کہ شخصی محاسبہ میں غرق ہو کر اپنی عیوبات سے مطلع ہوں اور ان عیوبات سے اپنے کو نجات دیں۔ ہم میں سے جو بھی جس حلقے کے کیوں نہ ہوں۔ چاہے کاشتکار یا مزدور ہوں، چاہے سیاست کا حکمراں ہوں یا

نوکر ہوں یا باورچی۔ ہماری بنیادی پہچان ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ کے بندے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ ہمارے سیاست دانوں پر فرض ہے کہ یہاں اسلامی حکومت قائم کریں۔ جس سے قائم ہوجائے گا اسلامی نظامِ زندگی جس سے عوام میں ہوجائے قائم انصاف۔ قانون تو اللہ ہی کا ہے۔ اے صدر سیاست تم کو کیا جرأت ہے کہ ارضِ الٰہی میں خلاف دین قانون رائج کررکھے ہو۔ ہوشیار ہوجایئے۔ قیامت کے دن اللہ پاک کی عدالت میں تم کو جواب دینا پڑے گا۔

حضرات علمائے کرام کی ذمہ داری ہے ہر طبقے کے مسلمانوں کو تعلیم سے زندہ دل بنادیں ہم عصر کی مسئولات کو دینی نظریہ سے فیصلہ دیں۔ شریعت کی شان و شوکت کو عالیشان بنادیں چونکہ آپ لوگ اپنے کو ورثۃ الانبیاء حساب کرتے ہیں لیکن آپ کی وہ قربانیاں کہاں ؟ اے علمائے دین! اب سوچئے، کیا آپ لوگ ورثۃ الانبیاء ہونے کی ذمہ داری پوری کی ہے بتایئے تو سہی، عزت و قیادت، دولت و شہرت حاصل کرنے کی لڑائی میں کیا آپ بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ آخرت میں وہ عالم کو سخت سزا ملے گی جو اس کے علم سے استفادہ نہیں کیا۔

حضرات صوفیائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ انسان کی ارواح میں محبت خداوندی کا چشمۂ انوار جاری کردیں۔ لیکن حقیقت میں کیا ہورہا ہے۔

اے صوفیائے کرام! اکتساب مال، نذرونیاز، لہوولعب، تعویز و خاطر جوئی یہ سب تو آپ لوگوں کا دستور بن گیا ہے۔ آپ اپنے سماج میں خود کو پیش کرتے ہیں خدام الدین جیسے اور خود مشغول رہتے ہیں عدو الدین جیسے۔

دین کے دشمن ہوتے ہیں تین طرح کے۔ دنیا دار بادشاہ۔ دنیا دار عالم۔ یعنی علمائے سوء اور کذاب صوفی۔ جب تک ان تینوں کی اصلاح نہیں ہوگی۔ تب تک

آشکارا نہیں ہوگی دین کی شوکت ۔ دیندار صدر ریاست، دیندار عالم و کامل صوفی ہی صرف دین کو عظیم الشان مرتبہ پر پہنچانے کے کارہائے نمایاں انجام دے سکتا ہے دینے کی تحریف کے سلسلے میں عام مسلمان سراسر مجرم نہیں ہیں ۔ تاہم وہ کلیتہً اعراض بھی نہیں کر سکتے ہیں ۔ دین کے متعلق علم حاصل کرنے کے لئے دیندار عالم اور کامل مرشد کی طرف اُن عام مسلمانوں کا قدم بڑھانا لازم ہے ۔ قدم بڑھایا تو سہی لیکن مقصود تھا دوسرا ۔ دنیاوی لذت و منفعت حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے ۔ دوسری طرف وہ علمائے سوء اور بے شرع پیر و درویش بھی ان کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے دُکان کھول کر بیٹھ گئے ۔

ادھر ملک میں خلاف دین کے مختلف ازم کے سیلاب برپا ہوگئے ۔ تعلیم یافتہ اور فکرمند لوگوں کی ایک کثیر تعداد گروہ بے دینی ازم کے اندھیرے میں پئے در پئے غرق ہو رہے ہیں ــــ وہ بھی تو ذمہ داری سے انکار نہیں کر سکتا ہے ۔ وہ لوگ خلاف دین کے مختلف ازم پر ضخیم ضخیم کتابوں کے مطالعہ کرنے، تمرینات و اجتہاد میں ہمیشہ کے لئے مشغول رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے ہیں ۔ لیکن قرآن اور حدیث کا علم حاصل کرنے کی فرصت نہیں ۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ خواہ زراعت پیشہ ہو یا مزدور، صنعت کار ہو یا پروفیسر، مخبر ہو یا حاکم ۔ دین کے متعلق علم حاصل کرنا اور احکام شرعیہ سب پر فرض ہے ۔

ہمارے صدر ریاست، علماء و مشائخ، ہمارے سماج کے ہوش مند آدمی خواص و عوام سب ایک ملت کے ماتحت ہم مسلمان ہیں ۔ مسلمان جماعت ۔ اُمّت واحد ۔ متحد ذات ۔ اگر کسی ایک سے لغزش ہو تو اس سے ساری امت متاثر ہوتی ہے ۔ ہم اس سے کنارہ کش نہیں ہو سکتے ۔ یہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہم نفسی محاسبہ

محاسبہ جزو میں اپنی ذات کی طرف نگاہ ڈال کر خیال رکھیں۔

(۱) کیا ہمارے عقیدے صحیح ہیں یا نہیں

(۲) ہمارے دونوں علم یعنی زبانی علم اور قلبی علم کا دودھارا چشمہ جاری ہے یا نہیں۔

(۳) عمل علم کے مطابق ہے یا نہیں۔

(۴) اخلاص حاصل کرنے کے لئے حق اور مناسب طریقے میں داخل ہوا ہے یا نہیں۔

مندرجہ بالا سوالات کے مناسب جوابات سے ہماری شخصی زندگی کو پہلے مزین کرنا چاہیئے۔ بعد اس کے اس کی تاثیرات کو پھیلا دینا پڑے گا یعنی زندگی میں۔ پے در پے اجتماعی زندگی، سیاسی زندگی۔ بین الاقوامی زندگی میں۔ تب تو معاشرتی زندگی میں قائم ہوگا اکمل دین۔ تب تو تبلیغ دین۔ اقامتِ دین اور جہاد کا حق ادا ہوگا پورا پورا۔ پس جو لوگ اپنی وجودی شخصیت کے راج میں دین قائم کرنے کو قادر نہیں، کیا وہ کبھی عمومی زندگی میں یا سیاسی زندگی میں دین کو قائم کر سکیں گے؟ ہرگز نہیں۔

چنانچہ آپنے مسلمان بھائیو! آپ لوگوں کو خوش آمدید ہو۔ ہم ہوشیار ہو جائیں سماج کے ہر طبقے میں اکمل دین قائم کرنے کی فکر رکھ کر اپنے کو پہلے دینی ساز سے مزین کرنے کی محاذ میں اپنے کو مشغول رکھیں۔

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

راستے کی پہچان